قرآن کریم کا صوتی اعجاز، فنی مظاہر اور اثرات

(Qur’anic Miraculous Symphony and its Impact on Human Consciousness)

Muhammad Sher Rabana[1]

Dr. Muhammad Feroz-ud-Din Shah Khagga[2]

Abstract

Miracle communicates an occurrence that is beyond the capability of the human both at individual and collective level. The Holy Qur'an is also a miracle neither an ode nor a *ghazal* but an eloquent book for the guidance of mankind. The Holy Qur'an, being free from errors and fallacies or human additions and deletions, has a unique rhythm and emotional impact on hearts. The Qur’an is a *magnum opus* and presents its own principles and exceptional prosody. It possesses matchless and astonishing literary style. It deals with resolution of fundamental human problems and its clear and understandable language makes it striking to all who hear or go through it. Qur’anic recitation has a significant role to tranquilize the temperaments on human hearts which lead to affect some hormonal change which brings about the soothing impact on mood elevating towards satisfaction. This article will look into the impact of Qur’anic recitation produced a noteworthy relaxation on human being. In this research paper some features of expressions.

Keywords: *Qur’anic Miraculous Symphony, Recitation Qur’an, Impact on Human Temperaments*

قرآن لفظ و معنی دونوں اعتبار سے معجزہ ہے۔ لفظ میں نطق اور لسان دونوں شامل ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ"[3] اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم نے اپنی مثل لانے کا جو چیلنج دیا ہے، وہ لفظ، ترکیب، معنی اور نظم سب کو شامل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ"[4]

اور اسی طرح اللہ تعالی کا یہ فرمان:

---

[1]. PhD Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, University of Sargodha

[2] -Assistant Prof./HOD Department of Arabic and Islamic Studies, University of Sargodha

[3]۔ الشعراء، ۲۶:۱۹۵۔

[4]۔ ھود، ۱۱:۱۳۔

"فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ"[5]

اور اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان:

"قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ "[6]

آیات مذکورہ میں قرآن کی جس مثل لانے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ لفظ، ترکیب، معنی اور نظم کو برابر طور پر شامل ہے۔

قرآن کریم کے معنوی اعجاز سے مراد اس کے احکامات، اسرار، قصص، ماضی اور مستقبل کی اخبار اور اس میں پائی جانے والی دیگر حکمتیں ہیں۔ اور اس کا یہ بھی اعجاز ہے کہ اس کی قراءت سے قاری تنگ پڑتے ہیں نہ علماء اس کی بار بار تلاوت سے اکتاتے ہیں۔ دور اور زمانہ کے مختلف ہونے کے باوجود ہر قاری اور تلاوت کرنے والے کے لیے اس کے معانی میں تجدد پایا جاتا ہے یعنی آئے روز اس سے نئے اسرار و حکم کھلتے ہیں۔ قرآن پاک کو مجموعی اور انفرادی سورتوں کے تجزیہ دونوں اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ اپنے صوتی نظم و ترتیب کے لحاظ سے منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ سید قطب لکھتے ہیں:

"فقد اغنى التعبير من قيود القافية الموحدة والتفعيلات التامة فنال بذلك حرية التعبير الكاملة عن جميع اغراضه العامة واخذ فى الوقت ذاته من الشعر الموسيقى الداخلية،والفواصل المتقاربة فى الوزن التى تغنى عن التفاعيل، والتقفية لمتقاربة التى تغنى عن القوافى وضم ذلك الى الخصائص التى ذكرنا،فنشا الثر والنظمِ جميعا"[7]

یعنی قرآن کریم اوزان و قوافی کی حدود و قیود سے پاک ہونے کی بنا پر تعبیر و بیان کی آزادی کی صفات سے بہرہ ور ہے۔ مگر اس کے باوجود اس میں شعر کی باطنی موسیقی اور ایسے ہم وزن فواصل پائے جاتے ہیں جو شعری اوزان و قوافی سے بے نیاز کر دیتے ہیں اس طرح قرآن حکیم نثر و شعر دونوں کے اوصاف و خصائص کا جامع ہے۔

قرآن کریم میں نظم و ترتیب اور صوتی آہنگ

یہ مخصوص موسیقی قرآن، نظم و ترتیب اور صوتی آہنگ قرآن مجید کی ہر ہر لفظ اور ہر ہر آیت میں نمایاں ہے۔ جو دنیا کی کسی دوسری کتاب میں کہیں نہیں ملتا۔ بطور دلیل چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

" فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِوَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ"[8]

---

[5] ۔ طور،۵۲:۳۴۔

[6] ۔ یونس،۳۸:۱۰۔

[7] ۔سید قطب شہید، التصویر الفنی فی القرآن (قاہرہ: دارالشروق، ۲۰۰۴ء)، ۱۰۲۔

[8] ۔ آل عمران،۱۸۵:۳۔

(جسے آگ سے دور رکھا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا تو وہ کامیاب ہو گیا۔)

تو اس آیت کریمہ میں لفظ "زحزح" کی آواز سے ہی دوری کا مفہوم واضح ہو رہا ہے۔ لغت عرب میں کوئی دوسرا لفظ اس کی جگہ نہیں آسکتا۔ اسی طرح ارشاد پاک ہے:

"اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ، وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ، تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ "[9]

یعنی کچھ چہرے اس دن بارونق ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے اور کچھ چہرے منہ بسورتے ہوئے رنجیدہ ہوں گے۔ اور یہ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ اس آیت مقدسہ میں کتنے دل کش پیرائے میں اتقیاء و اشقیاء کی منظر کشی کی گئی ہے۔

امام غزالی نے دعائیہ آیات کے بارے جو اظہار خیال کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا بھی ایک نغمہ ہے جو ذات باری کی طرف بندہ کی عاجزی و انکساری کی صورت میں بلند ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعض دعائیں مقفّی و مسجّع ہیں۔ انبیاء و صلحاء کی وہ دعائیں جو قرآن پاک میں بیان ہوئیں ہیں وہ بھی سحر بیانی کی آئینہ دار ہیں۔ انسان جب چشم تصور سے دیکھتا ہے کہ ایک اللہ کا نبی تنہائی میں بڑے عجز و نیاز سے اپنے رب کو پکار رہا ہے اور اس کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ آسمانی طرف بلند ہو رہے ہیں تو اس کو صوتی آہنگ سے بھرپور آواز کا احساس ہونے لگتا ہے۔[10] مثلاً :

"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ,رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ, وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ,رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّاگ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ "[11]

ان دعائیہ کلمات میں "ربنا" کے الفاظ کا تکرار دل کو نرم کرتا ہے اور حلاوت ایمان میں اضافہ کرتا ہے۔ الغرض نظم قرآنی ہر قسم کے تکلف و تصنع سے پاک ہے وہ نرم ہو یا سخت، اس کا طرز بیان کیسا ہی ہو ہر حال میں اس طرح رواں دواں ہوتا ہے جیسے بہتا ہوا پانی اور سختی کے وقت اس میں آندھی کی سی شدت پائی جاتی ہے جو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہو, یہی قرآن کا صوتی اعجاز ہے۔

---

[9] ۔ القیامۃ، ۲۲:۷۵-۲۵۔

[10] ۔ محمد بن محمد غزالی، احیاء علوم الدین (مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۴۹ء) ۱/ ۱۳۰۔

[11] ۔ آل عمران، ۳: ۱۹۱-۱۹۳۔

قرآن کریم کے فنی محاسن

قرآن کریم کے فنی حسن و جمال کو اس کی وجوہ اعجاز میں سے ایک وجہ قرار دیا گیا ہے۔علوم القرآن سے متعلق قدیم کتب پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ "الاتقان" میں امام سیوطی نے قرآن کے بلاغی مقاصد مباحث کو متقدمین کی کتب سے اخذ کر کے اکٹھا کر دیا ہے۔لہذا امام سیوطی قرآن کے حقیقت و مجاز، تشبیہ و استعارہ، کنایۃ و تعریض، حصر و تخصیص، ایجاز و اطناب، جدل و مناظرہ، خبر و انشاء اور اقسام و امثال سب پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کے اس فرمان **"كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارا"**[12] یعنی جس نے گدھے کی طرح کتابیں اٹھار کھیں ہوں، کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تشبیہ گدھے کے حالات سے مرکب ہے اور وہ یہ ہے کہ کتابوں جیسی مفید چیز اس پر لاد دی گئی ہے، وہ ان کا بوجھ بھی اٹھاتا ہے مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔[13]

سید رشید رضا نے قرآن مجید کے فنی حسن و جمال کے عنصر میں پائے جانے والے دینی و علمی مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ان کے مطابق ان دینی و علمی امور سے انکار ممکن نہیں مگر قرآن نے عربوں کو جس بات پر دعوت مقابلہ دی تھی وہ یہ تھی کہ وہ اس کے اسلوب و انداز کی نظیر پیش کریں اور یہ کہ منظر کشی میں قرآن کو جو اعلیٰ مقام حاصل ہے اس کا مقابلہ کریں اور حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب برحق کی سحر بیانی ہی اس کا اعجاز ہے جس نے آغاز وحی میں ہی لوگوں کے دلوں کو مسحور و مسخر کر دیا تھا حالانکہ اس وقت نہ تشریعی آیات نازل ہوئی تھیں اور نہ ہی غیبی امور پر مشتمل آیات ۔[14]

قرآن کریم رمز و ایماء کا بڑا دل داہ ہے وہ ذات و صفات خداوندی سے متعلق دینی حقائق کو اس طرز و انداز سے بیان کرتا ہے کہ ان کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے اور ذہنی افکار جو مادی صورت سے مجرد ہوتے ہیں محسوس صورت میں سامنے آتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالی اپنے جود و کرم کی وسعت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

"بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ"[15]

یعنی اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔[16]

استعارہ کی مزید پانچ اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

---

[12] ۔ الجمعۃ، ۶۲:۵۔

[13] ۔ سیوطی، جلال الدین (م ۹۱۱ھ) الاتقان (الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ۱۳۹۴ھ) ۲/ ۷۰۔

[14] ۔ سید محمد رشید رضا، تفسیر المنار (مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۵۴ھ) ۱/ ۲۳۸۔

[15] ۔ المائدہ، ۵/ ۶۴۔

[16] ۔ سیوطی، الاتقان، ص ۷۹۔

مثال کے طور پر "**والصبح اذا تنفس**"[17] یعنی صبح کی قسم جب وہ سانس لے۔ یہاں سیوطی استعارہ محسوس کو بطریقہ محسوس قرار دیتے ہیں۔ ظہور صبح کے وقت مشرق سے رفتہ رفتہ روشنی اور سانس دونوں محسوسات کے قبیل سے ہیں۔[18]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نظم قرآنی ہر قسم کے تکلف اور تصنع سے پاک ہے۔ اپنے مدعا اور غرض وغایت کو پورا پورا بیان کرتا ہے اور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا۔ اس کی سحر بیانی کا راز اس کی نظم وترتیب میں پوشیدہ ہے اس کی داخلی موسیقی، اصول بدیع، اور ہم وزن فواصل و قوافی شعر و نثر اصول وضوابط سے پاک ہیں۔ قرآن کا یہی حسن بیان اس کا اعجاز ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں پایا جاتا۔

قرآن کے صوتی و فنی اعجاز کا ادراک تو کیا جاسکتا ہے لیکن الفاظ کے ذریعے اس کی تعبیر و توضیح ممکن نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے اسرار و حکم کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔ پندار بن حسین فارسی سے قرآن کے اعجاز اور مرتبے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جیسے تم سوال کرو کہ انسان کا مقام کیا ہے؟ یا یہ ہ کسی انسان میں جوہر کہاں ہے؟ اسی قرآن کی کوئی بات معجزے سے کم نہیں۔ کتاب الٰہی کے اغراض و مقاصد اور اسرار و حکم کا احاطہ کرنا استطاعت بشری سے خارج ہے اس لیے اعجاز القرآن کا ادراک تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کی تعبیر و تفسیر ممکن نہیں۔[19] اعجاز قرآن اور تاثیرات کے حوالے سے یعقوب اسکاکی کا بیان واقعیت کا حامل ہے، فرماتے ہیں کہ اعجازالقرآن کی تعبیر و توضیح ممکن نہیں۔ قرآن کے اعجاز کا علم ادراک میں تو آتا ہے مگر اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا یا جیسے نمکینی اور خوش آوازی کا ادراک تو ممکن ہے مگر زبان سے ان کی حالت کا بیان ناممکن ہے۔ اعجاز القرآن کا ادراک علم معانی و بیان میں مہارت حاصل کر کے ہی کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ذوق سلیم کی سعادت حاصل ہو۔[20]

قرآن کریم کے شستہ الفاظ، ان کی ترتیب، خصوصیت بیان، آیات کا غیر معمولی آغاز و اختتام، کلام کی روانی، انداز نصیحت، واقعات کا بیان اور کلام کا اختصار و ایجاز وغیرہ فصاحت و بلاغت کا ایسا معیار جس کی مثال نہیں۔ اس کا اسلوب بیان نادر اور عمدہ ہے اس کی حیرت انگیز عبارت اور اس کا غیر معمولی طرز بیان مروجہ تمام طرز ہائے بیان جو عربوں کے ہاں رائج تھے، یا ہیں سے منفرد ہے۔ آیات کے مقاطع اور فواصل بالکل نئی قسم کے ہیں۔ جو نہ تو قرآن پاک سے پہلے کسی کلام میں موجود تھے اور نہ ہی بعد کے کسی کلام میں ہیں۔ فصحاء کی عبارتوں میں جہاں وہ مختلف جملوں اور

17۔ التکویر، ۸۱:۱۸۔

18۔ سیوطی، الاتقان، ۷۴۔

19۔ زرکشی، محمد بن عبد اللہ بن بہادر، البرھان فی علوم القرآن (مطبوعہ قاہرہ، س ن) ۲/ ۱۰۰۔

20۔ السکاکی، یوسف بن ابو بکر، مفتاح العلوم (مطبوعہ قاہرہ، س ن) ص: ۲۲۱۔

خیالات کو آپس میں ملاتے اور جدا کرتے ہیں، ایک واضح بے ضابطگی پائی جاتی ہے۔ لیکن قرآن پاک اس سے پاک ہے۔ اس کے ہر قسم کے بیانات میں مناسبت ہے جو اس کے اسلوب کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔ اس نادر و نایاب اسلوب کو دیکھ کر فصحاء عرب حیران و ششدر رہ گئے۔ شاہ ولی اللہؒ رقمطراز ہیں :

"فإن إبداع أسلوب جديد ونموذج جديد من الأوزان والقوافي على لسان الرسول الكريم ﷺ الذي كان أمياً لم يقرأ ولم يكتب، آية ظاهرة من الآيات الدالة على نبوته ورسالته۔"[21]

یہ کہ معجزہ ان سب امور کی تفصیل، نادر اسلوب بیان اور نئے عمدہ اوزان و قوافی کی مثال ایسے شخص کی زبان مبارک سے صادر ہوئی جس نے ایک دن بھی کسی معلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہ کیا تھا اور نہ ہی کسی مکتب میں پڑھا تھا۔

تکرار قرآن کی حکمتیں

قرآن پاک کا تکرار کا باعثِ راحت ہے۔ قاری قرآن قراءت سے تھکتا نہیں اور سننے والے پر اس کا سننا گراں نہیں گزرتا خواہ کتنی ہی بار تلاوت قرآن کو سننا پڑے۔ حالانکہ دنیا کا دوسرا کلام خواہ وہ کتنا ہی بلیغ و فصیح ہو انسانی فطرت اس کو بار بار سننے کو پسند نہیں کرتی مگر قرآن مجید ہی وہ عظیم اور مقدس کتاب ہے جس کے اعادہ و تکرار سے بندے کو ایک نئی مسرت و راحت کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک قسم کے مضامین کا تکرار طبیعت پر گراں نہیں گزرتا بلکہ ہر بار ایک نئی چاشنی اور نئے فہم کا احساس ہوتا ہے۔ حتی کہ اس مضمون میں بیان کی جانے والی بات ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اس کے مضامین باوجود تکرار اپنے معیاری طرز بیان سے کبھی جدا نہیں ہے۔ چنانچہ مصطفی الرافعی لکھتے ہیں کہ قرآن کریم اس خصوصیت میں منفرد ہے کہ اس تکرار واعادے سے اکتاہٹ اور بیزاری کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ سے بھی اسی طرح کا فرمان منقول ہے۔ کہ اگر الفاظ قرآن کو صحیح طریقے سے ادا کیا جائے تو اس کی تر و تازگی اور جدت بر قرار رہتی ہے۔ قاری کے ولولے اور ذوق و شوق میں کمی واقعی نہیں ہوتی اور کی بڑی وجہ قرآن کریم کا حسن نظم اور اس کا صوتی حسن و جمال ہے۔[22]

قرآن کریم کا طبائع پر اثر

قرآن دل اور طبیعت پر گہرا اثر رکھتا ہے۔ جبکہ قرآن پاک کے سوا کوئی اور منظوم یا منثور کلام ایسا نہیں ہے۔ جس کی تاثیر، رعب و دبدبہ قرآن کی مثل ہو۔

---

[21] ۔شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (قاہرۃ: دار الصحوۃ، ۱۹۸۶ء) ص:۱۴۔

[22] ۔ الرافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۹۷۳ء) ص:۳۳۸۔

یہ صرف قرآن کا ہی طرہ امتیاز ہے اور یہ بھی قرآن کریم کے اعجاز کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ○"[23]

یعنی اگر ہم نے اس قرآن پاک کو پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھ لیتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے کانپنے لگتا اور پھٹ جاتا۔ درج ذیل واقعات سے قرآن کے رعب و جلال اور ہیبت کا پتہ چلتا ہے۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ "کفر کی حالت میں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے سنا، جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے، " اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ۔"[24] تک پڑھا تو ان کا دل ہیبت سے لرز گیا اور وہ سمجھے کہ اب حرکت قلب بند ہو جائے گی اور کہتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ آیت سنی "اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ"[25] تو انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ عذاب کی لپیٹ میں آگئے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔[26]

اسی طرح حضرت عمرؓ گردن میں تلوار لٹکائے نبی کریم ﷺ کے (نعوذ باللہ) قتل کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن جب انہوں سورہ طٰہٰ کی کچھ آیات سنی تو یوں متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کر لیا۔

یہ قرآن پاک کا صوتی آہنگ اور معجزانہ تاثیر ہی تھی کہ عرب جیسی تند مزاج قوم نے اس کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ خود نبی کریم ﷺ خود تلاوت قرآن کرتے یا کسی سے سنتے آپ ﷺ آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور آپ کی آنکھیں چھم چھم بہنے لگتیں آپ کی یہ کیفیت قرآن کے منزل من اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کا مصنف اس کتاب سے اتنا متاثر ہو۔ آپ ﷺ کی زبان سے سن کر صحابہ تو متاثر ہوتے ہی تھے لیکن ان سے کہیں زیادہ اس کا اثر آپ کی ذات پر ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اس قدر متاثر ہوتے کہ آپ ﷺ کی ظاہری کیفیت بدل جاتی، آپ کا چہرہ مبارک خوف خداوندی سے متغیر ہو جاتا۔ ایک صاحب فہم و بصیرت شخص اسی بات سے یہ ادراک کر سکتا ہے کہ قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی تصنیف کردہ کتاب نہیں۔ اور اسی سبب سے ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

23۔ الحشر، ۵۹:۲۱۔

24۔ طور، ۵۲:۳۵-۳۷۔

25۔ ایضاً، ۵۲:۷۔

26۔ باقلانی، محمد بن الطیب (م ۴۰۳ھ) اعجاز القرآن (قاہرہ، ۱۹۹۷ء) ص:۳۹۔

کلام الٰہی کے انسانی زندگی پر اثرات

قرآن مجید کو کلام الٰہی ہونے کا شرف حاصل ہے، یہ وہ عظیم کتاب ہے جس میں اللہ تعالی نے ایسی حیرت انگیز تاثیر رکھی ہے کہ جو شخص بھی اخلاص اور غیر جانبداری سے اس کی تلاوت کرتا یا سنتا ہے وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ یہ واقعی اللہ تعالی کا کلام ہے قرآن مجید بیک وقت دل و دماغ دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس کی حقانیت و صداقت کی تاثیر دل میں اترتی چلی جاتی ہے نیز قلبی سرور کا باعث اور ذوق ساعت کے لئے بے حد جمال آفرین بھی ہے۔

قرآن کریم دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس انسانی افکار، تہذیب، اخلاق اور طرز ہائے زندگی پر اتنی وسعت و ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا ہے کہ دنیا میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ پہلے اس کی اثر انگیزی نے قوم عرب کو بدلا اور پھر قوم عرب نے قرآن کے دیئے ہوئے اصول و ضوابط کو اپنا کر دنیا کے بہت بڑے حصے کو بدل دیا۔

اس کو پڑھنے اور سننے والا اپنے دل و جان کو ایک خاص قسم کی کیفیت سے سرشار پاتا ہے۔ جو بعض اوقات اس کے جسم پر کپکپاہٹ اور رونگٹے کھڑے کر دینے کا سبب بنتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللهِ۔"[27]

(کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے، جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف۔)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا"[28]

(بے شک وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم اس سے پہلے جب اسے پڑھا جاتا ہے انکے سامنے تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں۔ پاک ہے ہمارا رب بلاشبہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل گریہ و زاری کرتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے خضوع و خشوع کو بڑھا دیتا ہے۔)

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:

---

[27] ۔ الزمر، ۳۹:۲۳۔

[28] ۔ بنی اسرائیل ۱۰۷:۱۷-۱۰۹۔

"لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔" [29]

یعنی اگر ہم نے اس قرآن کو پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے لرز جاتا اور پھٹ جاتا۔ قرآن کریم کے رعب و جلال اور ہیبت کی وضاحت کے لیے ذیل میں چند واقعات کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔ عتبہ بن ربیع حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے سورہ حم السجدۃ پڑھنا شروع کی جب اس نے آیت: **"فان اعرضوا فقل انذرتکم صعقة مثل صعقة عاد و ثمود"**[30] سنی تو اس نے آپ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا خدا کے لیے بس کیجیے مجھے اس سے آگے سننے کی تاب نہیں، عتبہ چلا گیا، جب اس کے ساتھی اس کے پاس آئے تو کہنے لگا کہ انہوں نے ایسا کلام پڑھا جو آج تک میرے کانوں میں نہیں پڑا۔ میں نہیں جانتا کہ اس کلام کا کیا نام ہے۔[31]

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ کفر کی حالت میں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے سنا، جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے **"أَمْ خُلِقُوا مِن غيرِشيءٍ أمْ هُمُ الخَالِقُونَ. أمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ والأرْضَ بَلْ لا يُوقِنُونَ. أمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أمْ هُمُ المُسَيْطِرُونَ "**[32] تک پڑھا تو ان کا دل ہیبت سے لرز گیا اور وہ سمجھے کہ اب حرکت قلب بند ہو جائے گیا اور کہتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ آیت سنی **"اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ"**[33] تو انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ عذاب کی لپیٹ میں آ گئے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔[34]

ڈاکٹر راڈویل (۱۸۸۳-۱۴۴۹ء) کہ قرآن نے اوّل تو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک قوم میں تبدیل کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کی وہ عظیم الشان سیاسی و مذہبی جماعتیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لیے ایک بڑی طاقت کا درجہ رکھتی ہے۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطی میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودی اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق رقمطراز ہیں:

29۔ الحشر،۵۹:۲۱۔

30۔ حم السجدۃ۴۱:۱۳۔

31۔ باقلانی، اعجاز القرآن، ص:۳۹۔

32۔ الطور ۵۲:۳۵،۳۶،۳۷۔

33۔ ایضاً، ۵۲:۷۔

34۔ باقلانی، اعجاز القرآن، ص:۳۹۔

"قرآن کی قراءت کا اس کے سننے والے پر گوناں گو اثر ہوتا ہے۔ چارلس لی گائی ایٹن جو ایک برطانوی ڈپلومیٹ اور۱۹۵۹ء میں مشرف باسلام ہوئے قرآن کی اس اثر انگیزی کو اپنی کتاب "Islam and the Destiny of Man" یوں بیان فرماتے ہیں"سننے والے کے لیے آواز(تلاوت قرآن کی) اور پڑھنے والے کے لیے موضوع قرآن کا ایک بہت گہرا انقلابی اثر ہوتا ہے۔ یہ شخصیت کے ان پہلوؤں پر اثرانداز ہوتے ہیں جو شعور کی گہرائیوں میں چھپے ہوتے ہیں قرآن چونکہ کلام الہٰی ہے جو ہماری روح کا سرچشمہ بھی ہے۔ یہ ہمارے وجود کے ہر خلاء کو پر کرتا ہے۔ ایک لحاظ سے اس توڑ پھوڑ کو جو ہماری شخصیت کے مختلف پہلوؤں میں ہو رہی ہوتی ہے، ایک آسمانی شے (تلاوت کلام پاک) سے بھر دیتی ہے۔"[35]

"Louisa Young"جو کہ ایک برطانوی اخبار نویس اور ایک مصنفہ ہیں قراءت قرآن پاک کے بارے میں لکھتی ہیں:

"ایک سادہ سی لہر، دل کی دھڑکن، ایک بار بار دہرائے جانے والا عمل ہے جو مراقبہ کو لے کر چلتا ہے اور آگے بڑھتا ہے۔ دل کے اندر ایک بحر بیکراں پیدا کر دینے والی ایک مسلمان مذہبی رسم تلاوت قرآن ہے جو کہ ایک مسحور کن بہاؤ ہے عربی کے الفاظ کا جس کا موازنہ اکثر دل کی دھڑکن سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی سے لاتعلقی کے نتیجہ میں روح پر اداسی کی جو کیفیت طاری ہو جاتی ہے وہ ذکر الہٰی کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔۔۔ یہ یاد کرنا ہی ذکر ہے قرآن پاک کی آیات کا خیالی ذکر یا اللہ تعالی کے اسماء الحسنیٰ سے کوئی نام۔"[36]

محمد مارماڈیوک پکتھال مشہور برطانوی مسلمان اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں تلاوت قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ایک ناقابل نقل دھن بس یہی ایک دھن یا آواز ہے جو انسانوں کو وجد میں لا کر آنسوؤں سے سیراب کر دیتی ہے۔"[37]

معروف برطانوی مؤرخ "اے جے آربری" اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں:

---

[35] ۔ گوہر مشتاق، ڈاکٹر، موسیقی اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں (لاہور: اذانِ سحر پبلیکیشنز، طبع سوم ۲۰۱۴ء) ص:۱۵۸۔

[36] . Young, Louisa, "We are all the New JK Rowling now", *The Guardian*, 4 August 2003

[37] . Pickthall, Muhammad Marmaduke, *The Meaning of Glorious Koran* (New York: Alfred A Knopp, 1930)p.5

"میں اپنی اس کوشش میں تھا کہ عربی زبان کی غیر مرئی وارفع ترین تاثیر سے ملتا جلتا ترجمہ کر سکوں۔ مگر قرآن کی پیچیدہ اور متنوّع تسلسل وترکیب کے مشقت بھرے مطالعہ سے احساس ہوا کہ قرآن کے پیغام کے علاوہ قرآن کی ایک ترکیب و تسلسل خود قرآن پاک کے اس دعوی کا ایک جز ہے کہ قرآن پاک ایک ناقابل تسخیر ادبی معجزہ ہے۔"[38]

بندہ جب قرآن مجید کی تلاوت پورے خشوع وخضوع کے ساتھ کرتا یا سنتا ہے۔ تو یقیناوہ بہت سارے ایسے فوائد وثمرات سے مستفید ہوتا ہے جو دین ودنیا میں اس کی کایا کو پلٹ دیتے ہیں اس کا دل خشیت الٰہی سے بھر جاتا ہے جس سے نہ صرف وہ انسان گناہوں سے دور اور نیک کاموں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے بلکہ قرآن کے ساتھ اس کا مسلسل تعلق اسے قرب الٰہی سے نوازتا ہے چنانچہ سید قطب اپنی کتاب "قرآن مجید کے فنی محاسن" میں حضرت عمرؓ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب میں نے قرآن سنا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی میں رونے لگ گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ یہ کلام کس قدر اعلیٰ وارفع ہے"[39]

ولید بن مغیرہ قرآن مجید کا منکر اور حضور ﷺ کا جانی دشمن تھا مگر اس کے باوجود وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہوا۔

" بخدا قرآن میں شرینی پائی جاتی ہے یہ تروتازہ کلام ہے یہ ہر چیز کو مغلوب کر لیتا ہے یہ سب سے ارفع واعلیٰ ہے اور کوئی چیز بھی اس سے بلند تر نہیں قرآن میں جادو کا اثر پایا جاتا ہے۔[40]

محمد عطا اللہ صدیقی اپنے مضمون "قرآن مجید کا صوتی جمال اور اسلامی کلچر" میں قرآن مجید کے صوتی جمال کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جواد فروغی سرزمین ایران میں جنم لینے والا وہ نوجوان تھا جس نے بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید کی قرأت کے ذریعے کروڑوں سننے والوں کو تڑپا کر رکھ دیا، وہ جب اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر تلاوت قرآن پاک کرتا تو اس کے گھر کے سامنے سننے والوں کے رش کی وجہ سے ٹریفک جام ہو جاتی۔ وہ جب ایک لمبے سانس میں بے حد وجدانی آواز میں کئی آیات کی تلاوت کرنے کے بعد وقفہ کرتا تو

---

[38] ۔ڈاکٹر گوہر مشتاق، موسیقی اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں،۱۵۶-۱۵۷۔

[39] ۔سید قطب شہید، قرآن مجید کے فنی محاسن، ترجمہ از غلام احمد حریری، (فیصل آباد: فیصل اسلامک سنٹر) ص:۶۵۔

[40] ایضاً ، والاتقان، ۲/ ۱۱۷۔

سننے والے اپنے آپ میں نہ رہتے اور کافی دیر تک فضا "واہ واہ، سبحان اللہ" کے وجدانی نعروں سے گونجتی رہتی قلبی قساوت کے شکار سامعین کی آنکھیں بھی وفور جذبات سے چھم چھم ہو جاتی ہیں۔"[41]

یقیناً سامعین کی یہ کیفیت قرآنی تاثیر کا اثر ہے کہ جب قرآنی آیات کا بیان جواد فروغی کی شیریں آواز کی صورت میں ان لوگوں کی سماعتوں سے ٹکراتا تو ان کے قدم بے خودی کے عالم میں رک جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ"[42]

یعنی کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لئے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لئے اور اس سچے کلام کے لئے جو اترا ہے۔ اس کی تشریح کے ضمن میں مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"کہ اس آیت کی تاثیر سے کئی گم کردہ راہ، راہ ہدایت پر گامزن ہو گئے۔ کئی غفلت میں ڈوبے ہوئے ذکر و فکر کی لذتوں سے آشنا ہو گئے اور کئی ہجر و فراق کے مارے مژدہ وصال سے بہرہ ور ہو گئے۔ حضرت فضیل بن عیاض علماء و صوفیا دونوں گروہوں کے سرخیل ہیں ان کی تقدیر کو اسی آیت نے بدل دیا اور مقام ولایت پر فائز ہوئے۔۔۔ مزید لکھتے ہیں۔

احمد ابن ابی الحواری کہتے ہیں میں بصرہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا کہ میں نے ایک خوفناک چیخ سنی۔ مڑ کر دیکھا تو ایک شخص کو بے ہوش گرا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے بتایا کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا تھا: "الم یان۔۔ ۔۔الخ"۔ اس آدمی نے جب یہ آیت سنی تو غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ ہم آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ وہ آدمی ہوش میں آ گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اما ان للهجران ان يتصــــرما
و للغصن غصن البان ان يتبسما
وللعاشق الصب الذى ذاب وانحنٰى
الم يان ان يبــــكى عليه ويرحما۔[43]

(ابھی ہجر کے خاتمہ کا وقت نہیں آیا۔ کیا ابھی وہ گھڑی نہیں آئی جبکہ بان کی ٹہنی مسکرانے لگے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ عاشق محب جو جھک گیا ہے اس پر رحم کیا جائے۔)

یہ اشعار پڑھے، پھر غش کھا کر گرا اور محبوب حقیقی کے وصال سے مشرف ہو گیا۔

---

[41] ۔ [41]ماہنامہ رشد لاہور، ستمبر ۲۰۰۸ء، قراءت نمبر (حصہ دوم) ص: ۱۱۔

[42] ۔ الحدید، ۵۷:۱۶۔

[43] ۔ پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن (لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز) ۵/۱۱۹۔

یہ قرآن پاک کی معجزانہ تاثیر، حسن صوت اور فنی کمال ہی تھا کہ عرب جیسی تند مزاج قوم نے اس کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ خود نبی کریم ﷺ خود تلاوت قرآن کرتے یا کسی سے سنتے آپ ﷺ آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور آپ کی آنکھیں چھم چھم بہنے لگتیں آپ کی یہ کیفیت قرآن کے منزل من اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کا مصنف اس کتاب سے اتنا متاثر ہو۔ آپ ﷺ کی زبان سے سن کر صحابہ تو متاثر ہوتے ہی تھے لیکن ان سے کہیں زیادہ اس کا اثر آپ کی ذات پر ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اس قدر متاثر ہوتے کہ آپ ﷺ کی ظاہری کیفیت بدل جاتی، آپ کا چہرہ مبارک خوف خداوندی سے متغیر ہو جاتا۔ ایک صاحب فہم و بصیرت شخص اسی بات سے یہ ادراک کر سکتا ہے کہ قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اپنی تصنیف کردہ کتاب نہیں۔ اور اسی سبب سے ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

مختصر یہ کہ قرآن کریم جیسی تاثیر اور صوتی آہنگ کسی اور کتاب کا حصہ نہیں۔ اس کے پڑھنے سے اطمینانِ قلب اور روحانی ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ اس کی بعض آیات سن کر انسان پر مسرت و انبساط اور وجد و سرور کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جہنم کی ہولناکی سن کر دل دہل جاتا ہے اور جنت کی بشارت سن کر دل جھوم جاتا ہے۔

قرآن چونکہ کامل ضابطہ حیات ہے لہذا اس کی تلاوت کا اصل مقصد و مدعی اس کے احکامات میں تفکر و تدبر ہے تاکہ انسان اس کی آیات بیّنات کو سمجھ کر اپنی زندگی کے شب و روز اس کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھال سکے۔ اور فانی زندگی کے لمحات کامیابی کے ساتھ گزار کر ابدی زندگی کی راحتوں سے ہمکنار ہو۔

بحر حال جملہ وجوہ اعجاز کے پیش نظر قرآن پاک کا صوتی اور فنیّ اعجاز مسلّم ہے۔ وجوہ اعجاز کے علاوہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں قرآن جن کا جامع ہے اور انہیں اعجاز قرآن کے اسباب میں شامل کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسا کلام موجود نہیں تھا اور نہ ہی بعد ایسا کلام ہو گا۔ کیونکہ یہ براہ راست خالق ارض و سمٰوات کا کلام ہے اسے اس کے مصننف کے چند اقتباسات اور کچھ صغریٰ، کبریٰ جوڑ کر نہیں بنایا بلکہ وہ ذات اقدس ازل سے ابد تک سب حقائق سے بخوبی آشنا ہے، قیاس و گمان کی بناء پر نہیں بلکہ علم کی بنیاد پر انسان کی رہنمائی فرما رہا ہے۔